بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ (الاحزاب:۷۱)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔ (قرآن)

اسلام اور سچائی

اصلاحِ معاشرہ سلسلہ اشاعت نمبر-۲۷

حضرت مولانا **سیّد ارشد مدنی** صاحب دامت برکاتہم

صدر المدرسین

واستاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ:

دفتر اصلاح معاشرہ کمیٹی

دار العلوم دیوبند

۲۰۲۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام اور سچائی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْنَ.

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾.

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور (عمل میں) سچوں کے ساتھ رہو''۔

(سورۃ التوبہ: ۱۱۹)

اس آیت میں عام لوگوں کو تقویٰ کی ہدایت دی گئی ہے اور ﴿کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾ میں اس طرف اشارہ ہے کہ تقویٰ حاصل ہونے کا طریقہ اور ذریعہ نیک اور سچوں کی صحبت اور عمل میں ان کی موافقت ہے، اس جگہ قرآن حکیم نے علماء وصلحاء کے بجائے صادقین کا لفظ اختیار فرما کر عالم و صالح اور نیک آدمی کی پہچان بھی بتادی ہے کہ نیک اور صالح صرف وہی شخص ہوسکتا ہے، جس کا ظاہر و باطن یکساں ہو، نیت وارادے کا بھی سچا ہو، قول کا بھی سچا ہو اور عمل کا بھی سچا ہو، کیونکہ سچائی زبان، دل اور عمل تینوں کی سچائی پر بولا جاتا ہے۔ (معارف القرآن)

''اور سچوں کے ساتھ رہو'' اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر تم تقوے کو اپنی زندگی میں اتارنا چاہتے ہو تا کہ موت کے وقت تک تمہاری زندگی تقوے کی پابند رہے تو سچوں کی صحبت اور دوستی کو اپناؤ، کیونکہ دنیا کا مانا ہوا اصول یہی ہے

کہ اچھوں کا ساتھ آدمی کو اچھا اور بروں کا ساتھ آدمی کو برا بنا دیتا ہے۔

﴿یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْداً﴾. ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور راستی (سچائی) کی بات کہو''۔

(سورۃ الأحزاب: ۷)

اس آیت میں اصل حکم سب مسلمانوں کو یہ دیا گیا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو، جس کی حقیقت اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کو مکمل طور پر ماننا ہے، اور تمام ان چیزوں سے بچنا ہے جن سے اللہ اور اس کے رسول نے روکا ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ کام انسان کے لیے آسان نہیں، اس لیے ''اِتَّقُوا اللّٰہ'' کے بعد ایک خاص عمل کی ہدایت ہے، یعنی اپنے کلام (زبان) کی درستی واصلاح، یہ بھی اگرچہ تقویٰ کا ہی ایک جزء ہے مگر ایسا اہم جزء ہے کہ اگر اس پر قابو پالیا جائے تو باقی تقویٰ کے حصّے خود بہ خود حاصل ہوتے چلے جائیں گے۔

(معارف القرآن: ج۷، ص:۲۴۱)

﴿اِجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾. ''جھوٹی بات سے کنارہ کش رہو''۔

(سورۃ الحج: ۳)

قولِ زور سے مراد جھوٹ ہے، حق کے خلاف جو کچھ ہے وہ باطل اور جھوٹ میں داخل ہے، خواہ وہ عقائد میں ہو یا معاملات میں اور گواہی میں جھوٹ بولنا ہو، رسول اللہ ﷺ نے، فرمایا کہ سب کبیرہ گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ شہادت اور گواہی میں جھوٹ بولنا ہے اور اس کو آپ نے بار بار دہرایا۔ (معارف القرآن: ج۶، ص:۶۶۲)

جس کی وجہ بظاہر یہ ہے کہ عام طور پر جھوٹی گواہی دے کر آدمی کسی صاحبِ حق کو اپنے حق سے محروم کر دیتا ہے اور کسی دوسرے کو دلوا دیتا ہے، پھر اس کے نتیجہ میں دشمنی، جنگ وجدال اور تنازع کا ایسا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے کہ جو ختم ہونے کا نام نہیں لیتا، زمینیں بک جاتی ہیں، کاروبار غارت ہو جاتے ہیں، اور بسا اوقات قتل وقتال کی نوبت بھی آ جاتی ہے، جو فریقین کو اور ان کے خاندانوں کو تباہ و برباد کر ڈالتی ہے۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِک)

﴿وَالصَّادِقِیْنَ وَالصَّادِقَات﴾. ''اور سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں''۔
(سورۃ الأحزاب: ۳۵)

باتوں کی سچائی خدا کو بہت ہی محبوب ہے اور یہ عادت ہر طرح اچھی ہے، صحابہ کرامؓ میں تو ایسے بزرگ بھی تھے جنھوں نے اسلام سے پیشتر بھی کوئی جھوٹ نہ بولا تھا، سچائی ایمان کی نشانی ہے اور جھوٹ نفاق کی علامت ہے، سچا نجات پاتا ہے اور جھوٹا ذلیل وخوار ہوتا ہے، سچائی اچھے کاموں کی رہبری کرتی ہے، انسان سچ بولتے بولتے اور سچائی کا قصد کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت سچا لکھ لیا جاتا ہے۔ (ابن کثیر: ۲۲، سورہ احزاب)

﴿وَلْیَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْداً﴾. ''اور سچائی کی بات کہیں''۔
(سورۃ النساء: ۹)

قول 'سدید' وہ قول ہے جو سچا ہو جھوٹ کا اس میں شائبہ نہ ہو، صواب ہو جس میں خطاء کا شائبہ نہ ہو، ٹھیک بات ہو، ہزل یعنی مذاق و دل لگی نہ ہو، نرم کلام ہو دل خراش نہ ہو۔ (معارف القرآن: ج ۷، ص: ۲۴۱)

اسلام اور سچائی سے متعلق

جناب رسول اللہ ﷺ کی کچھ ہدایات

﴿عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقاً﴾.

(رواه الترمذي)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم پر سچائی کو اپنانا ضروری ہے، کیونکہ سچ بولنا نیکی کے راستے پر ڈال دیتا ہے اور نیکی جنت تک پہنچا دیتی ہے اور آدمی جب ہمیشہ سچ ہی بولتا ہے اور سچائی ہی کو اختیار کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت سچا لکھ لیا جاتا ہے''۔

اس سے معلوم ہوا کہ سچائی ایسی بنیادی خوبی ہے، جس کو اپنانے سے دوسری اچھائیوں کا راستہ کھل جاتا ہے اور آدمی بہ سہولت جنت کے راستے پر پڑ جاتا ہے۔

﴿عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ قُرَادٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُّحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ أَوْ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَلْيَصْدُقْ حَدِيْثَهُ إِذَا حَدَّثَ، وَلْيُؤَدِّ أَمَانَتَهُ إِذَا أُوْتُمِنَ، وَلْيُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَهُ﴾.

(رواه البيهقي في شعب الإيمان)

''حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی قراد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے لیے یہ بات خوش کن ہو کہ اس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہو، یا یہ کہ اللہ و رسول اس سے محبت کریں، تو اسے چاہیے کہ جب وہ بات کرے تو ہمیشہ سچ بولے، اور جب اس کو کوئی امانت سپرد کی جائے تو (معمولی خیانت کیے بغیر) اس کو ادا کرے، اور اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے''۔

﴿عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: أَضْمَنُوا لِي سِتًّا مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ، اصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ، وَأَوْفُوا إِذَا وَعَدْتُمْ، وَأَدُّوا إِذَا اؤْتُمِنْتُمْ، وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ، وَغُضُّوا أَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ﴾.

(رواه أحمد)

''حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم چھ باتوں کی ذمہ داری اپنے آپ میں لے لوتو میں تمھارے لیے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں۔(۱) جب بات کرو تو ہمیشہ سچ بولو، (۲) جب کسی سے وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو، (۳) جب کوئی امانت تم کو سپرد کی جائے تو اس کو ٹھیک ٹھیک ادا کرو، (۴) حرام کاری سے شرمگاہوں کی حفاظت کرو، (۵) اور اپنی نگاہیں نیچی رکھا کرو (جس پر نظر ڈالنا حرام ہے اس پر نظر نہ ڈالو)، (۶) (جن موقعوں پر ہاتھ روکنے کا حکم دیا گیا ہے) وہاں ہاتھ روکو'' (ظلم نہ کرو)۔

اس حدیث شریف میں جتنی چیزوں کی تعلیمات اللہ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہیں وہ سب اہل عقلِ وفراست کے نزدیک بہترین اور اچھی ہیں، اور ہر شریف اور عقل مند آدمی چاہے وہ کسی بھی مذہب کو مانتا ہے ایسی چیزوں کی اچھائی کو دل وجان سے مانتا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام مذہب اپنے ماننے والوں کو اچھے اور پاکیزہ اخلاق کو اپنانے والا ایسا انسان بنانا چاہتا ہے جو اللہ کے تمام بندوں کے ساتھ اچھے سلوک کو اپنائیں، خاص طور پر ہمیشہ سچ بولنے کی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید کی ہے کیونکہ جھوٹ بول کر آدمی سامنے والے کو دھوکا دیتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام جھوٹ سے منع کرتا ہے تو وہ یہ کہہ رہا ہے کہ کسی کو دھوکا نہ دینا

چاہئے، تیرے سامنے مسلم ہو یا غیر مسلم اس لئے کہ دھوکا دینا ہر مذہب کے اندر بہت برا سمجھا جاتا ہے۔

﴿عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: التَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْأَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ﴾.

(رواه الترمذي)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچا امانت دار سوداگر (قیامت کے دن) انبیاء صدیقین اور شہدا کے ساتھ ہوگا''۔

اسلام صرف نماز، روزے اور حج ہی کا نام نہیں ہے، بلکہ دوسروں کے ساتھ سچائی اور اچھا سلوک اپنانا بھی اسلام کی بہترین تعلیمات میں داخل ہے۔

﴿عَنْ أَبِي خَالِدٍ حَكِيْمِ بْنَ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا﴾. (متفق عليه)

''حضرت ابوخالد حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بائع و مشتری (خرید وفروخت کرنے والے) کو جدا ہونے تک اختیار ہے، اگر وہ دونوں سچ بولے اور سامان کے متعلق حقیقت بیان کردی تو ان دونوں کے لیے خرید و فروخت میں برکت عطا کی جاتی ہے اور اگر مال کے عیب کو چھپایا اور جھوٹ بولا تو ان دونوں کی خرید وفروخت سے برکت ختم کردی جاتی ہے''۔

اس حدیث میں یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ کاروباری زندگی میں اللہ کی طرف سے برکت کا حاصل ہونا کاروبار کرنے والوں کی سچائی پر منحصر ہے، اگر انھوں نے خدائی تعلیمات کو چھوڑ کر صرف دنیا کی دولت کو زندگی کا مقصد بنالیا، جھوٹ بولا، سامان کے عیب کو چھپایا اور دھوکہ دیا تو ہوسکتا ہے کہ عارضی طور پر کچھ مالِ حرام مل جائے؛ لیکن خیر و برکت اطمینان وسکون اور صحت وسلامتی اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اُخروی فلاح کا دروازہ بند ہوجائے گا۔

۞۞۞